مسئلہ

طلاقِ ثلاثہ

مجددِ مسلکِ اہلِ سنت، عاشقِ رسول حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ○ پاکستان

مسئلہ

طلاقِ ثلاثہ

تصنیف لطیف

خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ رحمۃ الباری

ضیاء القرآن پبلیکیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

جملہ حقوق بحق پسران مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ رجسٹریشن نمبر 15512
دفتر کاپی رائٹ، حکومت پاکستان

نام کتاب	مسئلہ طلاق ثلاثہ
مصنف	مجدد مسلک اہلسنّت حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ	مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) ۵۳ بی۔ سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی 74400
سالِ اشاعت	ستمبر 2018ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	تین ہزار
کمپیوٹر کوڈ	FQ10

ISBN No. 978-969-591-007-8

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 37225085-37247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-32212011-32630411۔ فیکس:۔ 021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

پیشِ لفظ

مبلغِ اعظم اہلسنت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نے مختلف مسائل پہ قرآن واحادیث کی روشنی میں بہترین تحقیق کے ساتھ ضخیم اور جامع کتب اور رسائل تحریر فرمائے ہیں جن کی اہمیت اور افادیت ان کا ہر قاری بخوبی جانتا ہے۔ ان مسائل کو لکھنے کا مقصد جہاں اپنے مسلک کی ترجمانی اور حقانیت کا اظہار ہے وہاں ان لوگوں کی رہنمائی بھی ہے جو دین مذہب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے "دین فروش ملاؤں" کے غلط فتووں اور غلط تبلیغ کے سبب گمرہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ صحیح عالمِ دین جو قرآن کی تفسیر کی آڑ میں اپنی تفسیر نہ کرے اور دین و مذہب کے نام پر سیاسی اور دنیوی کاروبار نہ چلائے بلکہ اعلائے کلمۂ حق میں جسے کوئی باک نہ ہو اور جو خوفِ خدا و رسول رکھتا ہو وہ صحیح تحقیق جمع کر دے تاکہ خلقِ خدا اس سے استفادہ کر سکے۔

زیرِ نظر کتابچہ "طلاقِ ثلاثہ" مولانا اوکاڑوی کی علمی تحقیق کا ثمرہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں اکثر قوانین، برادریوں کی تنظیموں اور پنچایتوں کے فیصلے قرآن وسنّت کے خلاف ہوتے ہیں۔ مگر اکثریت ان کے نقصانات سے بے خبر ہے۔

طلاق کا مسئلہ بھی ان میں سے ایک اہم بنیادی مسئلہ ہے کیونکہ اِس کا تعلق معاشرے کے ان دو افراد سے ہے جو افزائشِ نسل کا موجب ہیں۔ اگر ان کا تعلق ہی صحیح نہ ہو تو اس کا وبال آئندہ نسل پر ہی نہیں بلکہ پوری انسانی برادری اور معاشرے پر بھی ہو گا۔

جھوٹی انا، خواہشاتِ نفسانی اور ذاتی اغراض و مفادات کے لیے جھوٹ بولنا عام ہے۔

یہ ایسی وبا ہے کہ جو اس سے بچا ہُوا ہے وہ یقیناً وہی انسان ہے جسے ملائکہ سے افضل کہا گیا ہے۔ مسائلِ شریعت میں جھُوٹ بول کر عارضی مدت کے لیے اپنی تسکین کر لینے سے بہتر ہے کہ یہاں تھوڑی سی تنگی اور پابندی برداشت کر کے آخرت کی راحت و تسکین کا خود کو مستحق ٹھہرایا جائے۔

شریعت و سنت کے سانچے میں خود کو ڈھالنا چاہیے۔ شریعت و سنت کو اپنے سانچے میں نہیں ڈھالنا چاہیے۔ مَیں امید کرتا ہُوں کہ میری گزارشات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ہر شخص اپنے اعمال و افعال کا خود محاسبہ کرے گا اور زندگی کے ہر مسئلے میں شریعت و سنتِ مطہرہ کو اپنا راہنما بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسُول ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین

کراچی مخلص!

۱۹۷۸ء ایچ کے نورانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

مسئلہ طلاقِ ثلاثہ: نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے اُٹھا دینے کا نام طلاق ہے۔ طلاق کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں جو "بہارِ شریعت" حصّہ ہشتم میں دیکھنے چاہئیں۔ اس وقت صرف ایک مسئلہ "ایک دم تین طلاق دینا" ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

آجکل یہ وبا عام ہو گئی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر، معمولی جھگڑے پر یا ایسے ہی شک و شبہ کی بنا پر ایکدم تین طلاق دیدی جاتی ہیں، اور بعد میں ندامت، پشیمانی اور سخت پریشانی لاحق ہوتی ہے پھر علماء کے پاس مارے مارے پھرتے ہیں اور ہر طرح سچ جھوٹ بول کر کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح رجوع کی صُورت پیدا ہو جائے اور آجکل کے بعض ظاہر بین اور ماڈرن قسم کے "مولانا" یہ کہہ کر رجُوع بھی کروا دیتے ہیں کہ ایک دم تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے اور اس سلسلے میں بہت سی باتیں سُننے میں آتی ہیں، مثلاً عورتیں کہتی ہیں کہ غصّہ میں طلاق نہیں ہوتی کیونکہ غصّہ حرام ہوتا ہے۔ بعض کہتی ہیں کہ کوئی کچا دھاگا تھوڑا ہے جو صرف طلاق کہہ دینے سے ٹوٹ جائیگا۔ بعض کہتی ہیں کہ جب تک عورت قبول نہ کرے طلاق نہیں پڑتی وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا مناسب معلوم ہُوا کہ اس مسئلہ کو مختصر طور پر لکھ دیا جائے تاکہ مخلوقِ خدا اور امّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو فائدہ ہو اور لوگ طلاق میں جلد بازی سے اجتناب کریں اور بہت سی برائیوں اور پریشانیوں سے بچ جائیں وماتوفیقی الا باللہ۔

طلاق دینا جائز ہے مگر بلا وجہِ شرعی ممنوع ہے۔ حضُور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں:

ما احل اللہ شیئًا ابغض الیہ من الطلاق۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ دارقطنی)

کہ اللہ تعالٰے کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

ایما امرأۃ سألت زوجھا الطلاق من

جو کوئی عورت اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق

غیر باسٍ، فحرام علیھا رائحۃ الجنۃ۔ مانگے اس پر جنّت کی بُو بھی حرام ہے۔

(دارمی شریف ص۸۵/۲)

طلاق دینے کا بہتر اور سنّت طریقہ یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق دی جائے اور تین طہر میں پوری کی جائیں یعنی ہر ماہ عورت جب حیض سے پاک ہو تو صحبت سے پہلے ایک طلاق دے۔ پھر دوسرے ماہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو صحبت سے پہلے دوسری طلاق دے اسی طرح تیسرے ماہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو قبل از صحبت تیسری طلاق دے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اس عرصہ میں شوہر کو اپنے فیصلہ پر بار بار غور کرنے کا موقع ملے گا اور وہ اپنے فیصلہ کو واپس لینا چاہے گا تو واپس لے لے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا (طلاق۔۱) (کہ اے طلاق دینے والے) تجھے معلوم نہیں کہ شاید اللہ (ایک یا دو) طلاق کے بعد کوئی نئی صورت پیدا فرما دے۔ یعنی اللہ تعالیٰ شوہر کے دل میں بغض کی جگہ محبّت اور نفرت کی جگہ رغبت پیدا فرما دے اور پھر دونوں میں صلح اور ملاپ ہو جائے

فرمایا:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ (البقرہ۔ ۲۳۲)	اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر وہ پوری کر چکیں اپنی عدّت کو تو نہ روکو ان کو کہ وہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے جبکہ دونوں آپس میں رضامند ہو جائیں مناسب طریقہ سے۔
وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ	اور جب تم طلاق دو عورتوں کو تو وہ اپنی عدّت پوری کر چکیں تو انہیں روک لو بھلائی کے ساتھ یا انہیں چھوڑ دو بھلائی کے ساتھ اور نہ روکو انہیں تکلیف دینے کی غرض سے تاکہ زیادتی کرو اور جو کوئی ایسا کرے گا تو بیشک وہ اپنی جان پر ظلم

هُزُوًا ۔ (البقرہ ۔ ۲۳۱) کرے گا اور اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بناؤ۔

ان دونوں آیتوں میں طلاق سے مراد وہی طلاق ہے جس کے بعد رجُوع ہو سکتا ہے ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں۔رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجُوع ہو سکتا ہے اور عدت گزر جانے کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ دونوں اپنا گھر بسانے کے لیے رضامند ہوں اور اگر آپس میں رضامندی نہ ہو تو عمدگی اور شائستگی سے علیحدگی اختیار کر لیں اور اگر عورت رضامند نہ ہو تو عدّت گزرنے کے بعد اس کو پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا وہ خوشی سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔پہلا شوہر اس پر جبر نہیں کر سکتا اور اگر کوئی زیادتی کرتے ہوئے بغرضِ تکلیف اس کو روکے تو اس کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ‌ؕ (البقرہ ۔ ۲۲۹)

طلاق (رجعی) دو بار تک ہے پھر روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ (رجعت کر کے) یا چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ یعنی رجعت نہ کرے اور عورت عدت گزار کر بائنہ ہو جائے۔

اس آیت میں کتنی صراحت ہے کہ وہ طلاق جس کے بعد رجعت ہو سکے کل دو بار تک ہے۔ایک یا دو طلاق تک تو اختیار دیا گیا ہے کہ عدّت کے اندر شوہر چاہے تو عورت کو پھر دستور کے مطابق رکھ لے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے۔عدت کے بعد رجعت کا حق باقی نہیں رہتا ہاں اگر دونوں راضی ہوں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں اور اگر تیسری بار طلاق دے دے تو پھر ان دونوں میں نکاح نہیں ہو سکتا۔جبتک عورت کسی اور شخص سے نکاح کر کے صحبت کے بعد طلاق نہ لے لے جس کو حلالہ کہتے ہیں چنانچہ فرمایا:

فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ‌ؕ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَاۤ اَنۡ

(دو بار طلاق دینے کے بعد) پھر اگر (تیسری بار) اپنی عورت کو طلاق دے تو اب وہ اس کیلیے حلال نہ ہوگی جبتک وہ کسی اور خاوند کے ساتھ نکاح نہ کرے پھر

يَتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔

(البقرہ ۔ ۲۳۰)

اگر وہ دوسرا خاوند اس کو طلاق دیدے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ دونوں اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جنکو بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لیے جو علم و دانش رکھتے ہیں۔

ثابت ہُوا کہ تین طلاق کے بعد عورت حلال نہیں رہتی البتہ اگر دونوں کو یقین و گمان ہو کہ دونوں حدود اللہ کو خلوص کے ساتھ قائم رکھ سکیں گے تو حلالہ کے بعد دونوں پھر مل سکتے ہیں۔

رجعت : رجعت یہ ہے کہ جس عورت کو ایک یا دو طلاق دی ہوں اس کو عدت کے اندر اسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے مثلاً میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا وغیرہ اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے یا فعل سے رجعت کرے مثلاً اس سے صحبت کرے یا بوسہ لے یا گلے لگالے۔ پھر بھی گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کر لی ہے۔

حلالہ : حلالہ یہ ہے کہ مطلقہ ثلاثہ عورت عدت پوری کرنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاحِ صحیح کرے اور یہ شخص اس عورت سے صحبت بھی کرے۔ پھر اس شخص کی طلاق یا موت کے بعد عورت عدّت پوری کر کے شوہرِ اوّل سے نکاح کر سکتی ہے۔

ف : اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ اس کے لیے عدّت نہیں ہے (کتب فقہ)

ایکدم تین طلاق : اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایکدم تین طلاقیں دے دے یعنی یوں کہے، تجھے تین طلاق یا تین طلاقیں۔ یا یوں کہے تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے یا یوں کہے تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ اِن صورتوں میں طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی اور اس کی عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی۔ اس پر اکثر صحابہ کرامؓ

ائمہ اربعہ حضرت امامِ اعظم امام ابوحنیفہ۔ امام شافعی۔ امام مالک۔ امام احمد رضی اللہ عنہم اور جمہور علمائے سلف وخلف کا اجماع و اتفاق ہے۔

اِس میں شبہ نہیں کہ ایکدم تین طلاق دینا بہت ہی بُرا اور سخت جرم ہے ایسا کرنا نہیں چاہیے لیکن اگر کوئی حماقت اور غلطی سے برطریقہ خلافِ سنّت ایک دم ہی تین طلاقیں دیدے تو بلاشبہہ اس نے بہت بُرا کیا مگر طلاقیں بہرحال واقع ہو جائیں گی۔ اور اس طرح طلاق دینے والا گنہگار بلکہ ظالم ہے۔ چنانچہ فرمایا، وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (طلاق) یعنی جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے یعنی ایک دم تین طلاق دیدے تو بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک دم تین طلاق دے کر بعد میں سخت نادم اور پریشان ہوتا ہے اور پھر ناجائز اور غلط طریقے اختیار کرتا ہے۔ اس آیت میں یہ نہ فرمایا کہ ایکدم تین طلاق دینے والے کی واقع نہ ہوں گی بلکہ فرمایا ایسا کرنیوالا ظالم ہے اگر اس سے ایک ہی واقع ہوتی تو وہ ظالم کیسے ہوتا۔

احادیث : حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایکدم تین طلاقیں دی گئیں اور آپ نے ان کو جائز رکھا، ملاحظہ ہو

۱۔ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

اخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطلیقات جمیعا فقام غضبانا ثم قال ایلعب بکتاب الله وانا بین اظهرکم حتی قام رجل وقال یا رسول الله الا اقتله.

(نسائی شریف باب الطلاق الثلاث المجموعہ ص ۱۴۲ ج ۲ مصری)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آدمی کے متعلق خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو آپ غضبناک حالت میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا اللہ کی کتاب سے مذاق کیا جا رہا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں۔ یہانتک کہ ایک آدمی کھڑا ہُوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں؟

اِس حدیث شریف سے ثابت ہُوا کہ ایک دم تین طلاق دیدی جائیں تو واقع ہو جاتی ہیں، اگر

واقع نہیں ہوتیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم غضبناک کیوں ہُوئے اور کیوں فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے کتاب اللہ کے حکم کہ ہر طہر میں ایک طلاق دی جائے کے خلاف کیوں غلط طریقہ اختیار کیا گیا؟ بلکہ فرماتے کوئی بات نہیں ایکدم تین طلاق دینے سے ایک ہی واقع ہوتی ہے جاؤ رجوع کر لو۔ رہا ایک شخص کا یہ کہنا کہ میں اس کو قتل کر دوں؟ یہ زجر و توبیخ کے لیے تھا حقیقت میں قتل کرنا مقصود نہ تھا۔ چنانچہ اس حدیث کی شرح میں علامہ سندی فرماتے ہیں، والجمہور علی انہ اذا جمع بین الثلاث یقع الثلاث۔ اور جمہور علماء اسی پر متفق ہیں کہ جب اکٹھی تین طلاق دی جائیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔ (حاشیہ نسائی شریف مصری ص ۱۴۳ ج ۲)

۲۔ حضرت ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ نے

طلق امراتہ فاطمۃ بنت قیس	اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کے زمانہ میں ایک ہی کلمہ میں تین طلاق دیں تو
ثلاث تطلیقات فی کلمۃ واحدۃ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو اس کے شوہر
فأبانها منه النبی صلی اللہ علیہ وسلّم	سے جُدا کر دیا اور ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ حضور
ولم یبلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم	صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی عیب لگایا ہو۔
عاب ذلك علیہ۔ (دار قطنی ص ۴۱۲ ج ۲)	

اس حدیث سے بھی واضح طور پر ثابت ہُوا کہ جب ابو عمرو بن حفص نے ایک ہی کلمہ کے ساتھ اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاق دے دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی بیوی کو ان سے جُدا کروا دیا اور اس پر کوئی عیب نہ لگایا۔ اسی حدیث کی رو سے غالباً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک دم تین طلاق دینا گناہ بھی نہیں ہے۔

۳۔ ابن ماجہ شریف میں باب باندھا ہے "من طلق ثلثا فی مجلس واحد" یعنی جو مجلس واحد میں ایکدم تین طلاق دیدے۔ اس کے تحت یہی حدیث مذکور ہے۔ حضرت فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں:

طلقني زوجي ثلٰثا وهو خارج الى اليمن فأجاز ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (ابن ماجہ۔ کتاب الطلاق)

کہ میرے شوہر نے یمن کی طرف جاتے ہوئے ایک دم مجھے تین طلاقیں دیدیں انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا۔

چنانچہ علامہ ابن اثیر حلبی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وهذا يتمسك به من يرٰى جواز ايقاع الطلاق الثلٰث دفعة واحدة لعدم الانكار من النبى صلى الله عليه وسلم الا انه يحتمل ان يكون قوله طلقها ثلاثا اى اوقع طلقة يتم بها الثلٰث وقد جاء ذالك فى بعض الروايات اٰخر ثلاث تطليقات۔ (احکام الاحکام ۲/۴۲)

اور اسی حدیث سے ایک ہی دفعہ میں تین طلاقوں کے وقوع کی دلیل اور جواز لیا گیا ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہ انکار نہیں فرمایا اور آپ کا انکار نہ فرمانا یہی احتمال رکھتا ہے کہ ایکدم تین طلاق دینے سے طلاق مغلظہ واقع ہو جاتی ہے اور بیشک بعض دوسری روایات میں بھی تین طلاق کا ایک ہی دفعہ میں واقع ہونا آیا ہے۔

۴۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حائضہ کی طلاق کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کو وہی بتایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا:

اما انت فطلقت امرأتك واحدة او اثنتين فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد امرني بهذا و اما انت فطلقت ثلاثا فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك وقد عصيت ربك فيما امرك به من الطلاق۔ (دارقطنی ۴/۲۹ مسلم شریف ۱/۴۷۶ بخاری شریف ۲/۷۹۲)

اگر تُو نے اپنی عورت کو ایک یا دو طلاق ایکدم دی ہیں تو بیشک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رجعت کا حکم فرمایا اور اگر تُو نے ایکدم تین طلاقیں دی ہیں تو بیشک تیری عورت تجھ پر حرام ہو گئی جبتک وہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے لیکن بلاشبہ تُو نے ایکدم تین طلاقیں دے کر اپنے رب کی نافرمانی کی اسمیں جو طلاق کے بارے میں اس نے تجھے حکم دیا تھا۔

ظاہر ہے کہ اس حدیث میں تین طلاق سے مُراد وہی تین طلاق ہیں جو ایکدم دی گئیں اگر سنّت کے مطابق تین طہر میں تین طلاق ہوتیں تو اس میں رب تعالےٰ کی نافرمانی کیسے تھی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس عورت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا سوائے حلالہ کے جس کو ایکدم تین طلاق دی گئیں مگر ایک دم تین طلاق دینے کو رب تعالیٰ کی نافرمانی قرار دیا۔

۵۔ حضرت عبادۃ بن صامت کے باپ نے اپنی بیوی کو ایک دم ہزار طلاق دیدی تو اسکی اولاد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

یا رسول اللہ ان ابانا طلق اُمنا الفا فھل له من مخرج؟ فقال ان اباکم لم یتق اللہ فیجعل له من امره مخرجا! بانت منه بثلاث علی غیر السّنة وتسعمائة وسبعة و تسعون اثم فی عنقه۔

(دار قطنی ص ۲/۴ درمنثور ص ۲۳۳/۲)

یا رسول اللہ بیشک ہمارے باپ نے ہماری ماں کو ایکدم ہزار طلاق دے دی ہے تو کیا اس کے لیے اس سے نکلنے کی کوئی صورت ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ اللہ سے نہیں ڈرا تو اللہ اپنے حکم سے اس کیلیے نکلنے کی صورت کیا پیدا کرے۔ اسکی بیوی تو تین طلاق ہی سے اُس سے الگ ہوگئی خلافِ سنّت طریقہ پر اور باقی نوسو ستانوے (۹۹۷) طلاق کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔

ظاہر ہے کہ عبادۃ بن صامت کے باپ نے یہ ہزار طلاقیں سنّت کے مطابق ہزار ماہ میں تو نہیں دی تھیں ورنہ ۸۳ برس اور چار ماہ ان میں صرف ہو جاتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو جائز و برقرار رکھا لیکن خلافِ سنت قرار دیا۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

لو انی طلقتھا ثلاثا اکان یحل لی ان اراجعھا؟ قال لا! کانت تبین منك و تکون معصیة۔

(دار قطنی ص ۳۱/۴)

اگر مَیں اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاق دوں تو کیا وہ میرے لیے حلال ہوگی۔ اگر مَیں اس سے رجوع کروں؟ فرمایا نہیں! وہ تجھ سے الگ ہو جائے گی اور ایسا کرنا گناہ ہے۔

اگر یہ تین طلاق سنّت کے مطابق ہوتیں تو ان کے بعد عورت کے حلال ہونے اور اس کی طرف رجوع کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور یہ مسئلہ ایسا روشن اور واضح تھا کہ سب صحابہ جانتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسا عالم صحابی اس کے متعلق کبھی سوال نہ کرتا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم بھی سنّت کے مطابق تین طلاق کو معصیت نہ فرماتے، لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ ان تین طلاق سے مُراد وہی طلاق ہیں جو ایکدم دی جائیں۔ اس کی تائید اس سے واضح طور پر ہو جاتی ہے کہ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں:

۷۔ کان ابن عمر یقول من طلق امرأته ثلاثا فقد بانت منه امرأته وعصی ربه تعالیٰ وخالف السنة۔ (دارقطنی ص ۳۲/۴)

کہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) فرمایا کرتے تھے کہ جو اپنی بیوی کو ایکدم تین طلاق دے گا تو بیشک اسکی بیوی اس سے الگ ہو جائے گی اور ایکدم تین طلاق دینے والے نے اپنے رب کی نافرمانی اور سنّت کی مخالفت کی۔

۸۔ سیدنا حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ایما رجل طلق امراته ثلاثة عند کل طهر تطلیقة او عند رأس کل شهر تطلیقة او طلقها ثلاثا جمیعا لم تحل حتی تنکح زوجا غیره۔ (دارقطنی ص ۳۱/۴)

مَیں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا آپ نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے ہر طہر میں ایک ایک کر کے یا ہر ماہ کے شروع میں ایک ایک کر کے یا اکٹھی تین طلاق دیدے اس کی بیوی حلال نہیں ہوگی جبتک کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کر لے۔

جلیل القدر صحابِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلّم کے فتوے

۹۔ حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ایک دم ایک ہزار طلاق دے دی،

فلقيه عمر فقال اطلقها الفا ؟ قال انما كنت العب فعلاه بالدرة و قال انما يكفيك من ذلك ثلاث ۔ (کنز العمال ص۱۶۱/۵)

تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس کو مل کر فرمایا کیا تو نے اپنی بیوی کو ہزار طلاق دی ہے ؟ اُس نے کہا مَیں نے تو صرف مذاق کیا تھا ۔ آپنے اسکو درہ مارا اور فرمایا انمیں سے تجھے تین ہی کافی ہیں یعنی تین سے طلاق ہو گئی

اِس حدیث سے ثابت ہُوا کہ ازراہِ مذاق بھی طلاق دی جائے تو واقع ہو جاتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ثلاث جدّ هن جد و هزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة ۔ کہ تین چیزیں وہ ہیں جن کی سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے ۔ نکاح ، طلاق ، اور رجوع ' ۔ (ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ مشکوۃ)

یعنی قصد و ارادہ اور سنجیدگی سے کہے تو بھی درست اور صحیح سمجھی جائیں گی اور مذاق اور دل لگی سے کہے تو بھی درست اور صحیح سمجھی جائیں گی ۔ مثلاً بوقتِ نکاح لڑکی سے پوچھا کہ تیرا نکاح فلاں سے کردیں ؟ وہ کہے ہاں کردو ! اور نکاح کے بعد کہے مَیں نے تو ایسے ہی دل لگی اور مذاق کے طور پر کہا تھا یا دُولہا سے نکاح کے وقت کہا ، تو نے فلاں بنت فلاں کو قبول کیا وہ کہے قبول کیا اور بعد میں کہے مَیں نے تو مذاق کے طور پر قبول کیا تھا تو کوئی بھی اسکو تسلیم نہیں کرے گا ۔ اسی طرح طلاق کا معاملہ ہے اور طلاقِ رجعی کے بعد رجوع کا ، اگر یہ حکم اور ارشاد نہ ہوتا تو شریعت کے احکام محض بیکار اور مذاق ہو کر رہ جاتے ۔

۱۰ ۔ حضرت حبیب بن ابی ثابت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی :

انی طلقت امرأتی الفا ، قال علی يحرمها عليك ثلاث وسائرهن اقسمهن بين نسائك ۔ (دارقطنی ص۲۱/۴ بیہقی ص۳۳۵/۷)

کہ مَیں نے اپنی بیوی کو اکیدم ہزار طلاق دی ہے ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاق نے اسے تجھ پر حرام کردیا اور باقی تو اپنی اور بیویوں کے درمیان تقسیم کردے ۔ یعنی وہ لغو ہیں ۔

۱۱۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

ان علی بن ابی طالب کان یقول فی الرجل یقول لامرتہ انت علی حرام انہا ثلاث تطلیقات۔

بیشک حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ اس شخص کے بارے میں فرمایا کرتے تھے، جو اپنی بیوی کو کہہ دیتا کہ تو مجھ پر حرام ہے کہ یہ تین طلاق ہیں۔

(مؤطا امام مالک ص۱۲/۲ مصری)

۱۲۔ حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے

سئل عن رجل طلق امراتہ عدد النجوم فقال اخطاء السنۃ وحرمت علیہ امراتہ۔ (دارقطنی ص۲۱/۴)

اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ستاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دی تھیں تو آپ نے فرمایا اُس نے سنّت کے خلاف کیا اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔

۱۳۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی :

انی طلقت امرأتی الفا، قال اما ثلاث فتحرم علیك امرأتك وبقیتھن وزر اتخذت ایات اللہ ھزوا۔ (دارقطنی ص۱۴/۴ بیہقی ص۳۳۷/۷)

کہ بیشک مَیں نے اپنی بیوی کو ایکدم ہزار طلاق دی ہے آپ نے فرمایا تین طلاق نے تیری بیوی کو تجھ پر حرام کر دیا اور باقی تجھ پر بوجھ ہیں۔ تو نے اللہ کی آیتوں کو مذاق بنایا ہے۔

۱۴۔ حضرت محمد بن ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی نے اپنی بیوی کو اس کے پاس جانے سے پہلے تین طلاق دے دیں۔ پھر اسے یہ خیال آیا کہ اس سے نکاح کرے تو وہ فتویٰ پوچھنے آیا مَیں بھی اس کے ساتھ ہو لیا،

فسئل عبد اللہ بن عباس وابا ھریرۃ

تو اس نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت

عن ذلك فقالا لا نرى ان تنكحها حتى تنكح زوجا غيرك قال فانما طلاقي اياها واحدة ؟ قال ابن عباس انك ارسلت من يدك ما كان لك من فضل.

(مؤطا امام مالک ص۲۶/۲ ابوداؤد ص۳۴۴/۱)

ابوہریرہ سے اس کے متعلق پوچھا تو ان دونوں نے فرمایا ہمارا فتویٰ یہی ہے کہ تو اس سے نکاح نہیں کرسکتا جبتک وہ عورت کسی اور خاوند سے نکاح نہ کرلے۔ اُس نے کہا میں نے تو ایک ہی مرتبہ میں اسکو تین طلاقیں دی ہیں؟ حضرت ابنِ عباس نے فرمایا بیشک تونے اپنے ہاتھ سے ایکدم ہی چھوڑ دیا جو تیرے لیے باقی رہنے والا تھا۔

یعنی تیرے ہاتھ میں تین طلاقیں تھیں۔ تجھے چاہیے تھا کہ سنّت کے مطابق ایک ایک کرکے ان کو اپنے ہاتھ سے دیتا جب تونے ایکدم ہی ان کو دے دیا تو اب کیا ہو سکتا ہے۔ اسی حدیث کو لکھ کر سیدنا امام محمد شیبانی رضی اللہ عنہ شاگردِ رشید امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وبهذا نأخذ وهو قول ابي حنيفة والعامة من فقهائنا لانه طلّقها ثلاثا جميعا فوقعن عليها جميعا معاً.

(مؤطا امام محمد)

اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ اور عامۂ فقہا حنفیہ کا کیونکہ اس نے ایک دم تین طلاق دی تھیں تو وہ ایکدم ہی واقع ہوگئیں۔

۱۵۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو سخت غصّہ کی حالت میں ایکدم تین طلاق دے دی ہیں،

فسكت حتى ظننت انه رادها اليه ثم قال ينطلق احدكم فيركب الحموقه ثم يقول يا ابن عباس يا ابن عباس و ان الله قال (ومن

تو آپ خاموش رہے یہانتک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ اس کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر آپنے فرمایا، جب تم میں سے کوئی حماقت پر سوار ہوکر ایسی حرکت کر بیٹھتا ہے تو پھر چلا آتا ہے اور کہتا ہے

يتق الله يجعل له مخرجا) و انك لم تتق الله فلم اجد لك مخرجا عصيت ربك و بانت منك امرأتك و ان الله قال (يايها النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن) فی قبل عدتهن۔

(ابوداؤد شریف ص ۳۴۳/۱ دارقطنی ص ۱۳/۴ درمنثور ص ۲۳/۶ فتح الباری شرح بخاری ص ۳۱۶/۹)

اے ابن عباس، اے ابن عباس، اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے (اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے کوئی راستہ پیدا فرما دیتا ہے) اور بیشک تو اللہ سے نہیں ڈرا تو میں تیرے لیے کوئی نکلنے کا راستہ نہیں پاتا۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہو گئی یعنی اس پر طلاق واقع ہو گئی حالانکہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ اے نبی جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو انکی عدت سے پہلے (طہر کی حالت میں) (یعنی سنت کے مطابق طلاق دو۔

یعنی اگر تو سنّت کے مطابق ہر طہر میں ایک طلاق دیتا تو تجھے سوچنے غور کرنے کا بار بار موقع ملتا اور اللہ تعالیٰ بھی تیرے لیے کوئی راستہ پیدا فرما دیتا یعنی تیرے دل کو پھیر دیتا لیکن جب تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا اور اس کے حکم پر عمل نہیں کیا اور غیض و غصّہ کی حالت میں ایک دم تین طلاق دے بیٹھا ہے تو اب میں کیا کر سکتا ہوں اگر غصّہ و غضب کی حالت میں ایک دم دی ہوئی تین طلاق سے ایک ہی پڑتی اور اس کے بعد رجوع ہو سکتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رجوع کیوں نہ کروا دیا۔ آپ تو فرما رہے ہیں فلم اجد لك مخرجا میں تیرے لیے کوئی نکلنے کا راستہ نہیں پاتا۔ نامعلوم چودھویں صدی کے غیر مقلدوں نے کہاں سے راستہ پا لیا ہے۔

۱۶۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی:

انی طلقت امرأتی ثمانی تطلیقات فقال ابن مسعود فماذا قیل لك؟ قال قیل لی انها فقد بانت منی! فقال ابن مسعود صدقوا۔

(موطا امام مالک ص ۱۶/۲)

کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دے دی ہیں حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تجھے اس مسئلہ میں علماء نے کیا جواب دیا ہے۔ اس نے کہا مجھے یہ جواب ملا ہے کہ وہ مجھ سے الگ ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا، علماء نے سچ کہا۔ اِس سے اجماع ثابت ہُوا۔

۱۷۔ حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی:

انی طلقت امرأتی تسعا و تسعین فقال له ابن مسعود ثلاث تبینها وسائرهن عدوان۔ (عبدالرزاق۔ مظہری ج۱ ص۳۰۶)

کہ مَیں نے اپنی بیوی کو ننانوے ۹۹ طلاقیں دی ہیں حضرت ابن مسعود نے فرمایا اسے تو تین ہی طلاقوں نے الگ کر دیا باقی سب زیادتی اور سرکشی میں داخل ہیں۔

۱۸۔ حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سئل رجل عن المغیرة بن شعبة و انا شاهد عن رجل طلق امرأته مائة قال ثلاث تحرم و سبع و تسعون فضل۔ (بیہقی ج۷ ص۳۳۶)

کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جس نے اپنی بیوی کو ایک دم سو ۱۰۰ طلاق دی تھی اور مَیں سوال کے وقت موجود تھا حضرت مغیرہ نے فرمایا تین طلاق سے حرام ہوگئی اور ستانوے ۹۷ فضول ہوگئیں۔

۱۹۔ جب امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم شہید ہُوئے اور لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تو آپ کی بیوی حضرت عائشہ بنت خلیفہ خثعمیہ نے آپ کو امیر المؤمنین بننے کی مبارکباد دی۔ حضرت امام حسن نے فرمایا، امیر المؤمنین حضرت علی کے قتل کی مصیبت ہے اور تم خوشی کا اظہار کر رہی ہو اور مبارک دے رہی ہو اذهبی فانت طالق ثلاثا جاؤ تمہیں تین طلاق۔ حضرت عائشہ نے کہا مَیں نے تو اچھے ارادے سے کہا تھا اور زینت و آرائش چھوڑ دی اور عدت میں بیٹھ گئیں۔ حضرت امام نے دس ہزار درہم بطور نفع و احسان اور باقی رقم مہر کی بھیجی۔ جب یہ مال ان کو ملا تو کہا متاع قلیل من حبیب مفارق۔ یہ مال حبیب کی جدائی اور فراق کے مقابلہ میں کس قدر حقیر و قلیل ہے۔ آپ کو معلوم ہُوا کہ وہ آپ کی جدائی و فراق میں بہت روتی ہیں تو آپ بھی رو پڑے

اور فرمایا:

لو لا انی سمعت جدی اوحدثنی ابی انه سمع جدی یقول ایما رجل طلق امراته ثلاث مبهمة او ثلاثا عند الاقراء لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره لراجعتها
(دارقطنی ص۳۰/۴ ۔ بیہقی ص۳۳۷/۷)

اگر مَیں نے اپنے جدامجد سے نہ سنا ہوتا یا فرمایا میرے والد ماجد نے مجھ سے بیان کیا بیشک انہوں نے میرے جدامجد سے سنا آپ نے فرمایا جو کوئی آدمی اپنی عورت کو ایک دم یا الگ الگ تین طلاق دے دے تو اسکی عورت اس کیلیے حلال نہیں ہوگی جبتک وہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے، تو مَیں ضرور رجوع کر لیتا۔

اِس حدیث میں غور فرمائیے کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ اگر میرے ناناجان (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان نہ ہوتا کہ ایک دم تین طلاق دینے سے عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے سوائے حلالہ کے تو مَیں ضرور رجوع کر لیتا۔

۲۰۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک میں نے ابن شہاب (زہری) سے سُنا۔

یقول فی الرجل یقول لامرته برئت منی و برئت منك انها ثلاث تطلیقات۔ (مؤطا امام مالک ص۱۷/۲)

اس شخص کے بارے میں فرماتے تھے جو اپنی بیوی سے کہتا کہ تو مجھ سے الگ اور میں تجھ سے الگ بیشک یہ تین طلاق ہیں۔

۲۱۔ حضرت عائذ بن حبیب فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

عن رجل طلق امراته ثلاثا فقال بانت منه ولا تحل له حتی تنکح زوجا غیره، فقلت له افتی الناس بهذا؟ قال نعم۔
(دارقطنی ص۲۵/۴ بیہقی ص۳۳۵/۷)

اس شخص کے بارے میں جو اپنی عورت کو ایکدم تین طلاق دیدے۔ آپ نے فرمایا اسکی عورت اس سے الگ ہوگئی اور وہ اس کے لیے حلال نہ ہوگی جبتک کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔ مَیں نے آپ سے کہا آپ اسکا فتوےٰ دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں!

اگر اس روایت میں تین طلاق سے مراد طلاق سنت ہوتی جو ہر طہر میں دی جاتی ہے تو اس سے عورت کا حرام ہوجانا تو ایسا قطعی مسئلہ ہے جو ہر شخص کو معلوم ہے اس میں تعجب سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی کہ کیا آپ اس کا فتویٰ دیتے ہیں ؟ حضرت امام نے فرمایا ہاں۔ ثابت ہُوا کہ سائِل کی مراد وہی طلاق ثلاثہ تھی جو ایک دم دی جائے۔

۲۲۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے

طلق امراته تماضر بنت الاصبغ الکلبیة وھی ام ابی سلمة ثلاث تطلیقات فی کلمة واحدة فلم یبلغنا ان احدا من اصحابه عاب ذلك - (دارقطنی ص ۱۲/۴)

اپنی بیوی تماضر بنت اصبغ کلبیہ جو ابوسلمہ کی والدہ تھیں کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاق دیں اور ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ ان کے اصحاب میں سے کسی ایک نے بھی اسکو معیوب سمجھا ہو۔

۲۳۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے اُن سے پُوچھا،

فقال رجل طلق امرأته ثلاثا وھو فی مجلس قال اثم بربه وحرمت علیه امراته۔

(بیہقی شریف ص ۳۳۲/۷)

کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاق دی ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ اپنے رب کا گنہگار ہے اور اس کی عورت اس پر حرام ہوگئی۔

۲۴۔ شعبی فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے،

الخلیة والبریة والبتة والبائن والحرام اذا نوی فھو بمنزلة الثالث

(کنز العمال ص ۱۶۲/۵)

جگہ خالی کر۔ دُور ہو۔ الگ ہو۔ تو علیحدہ ہے۔ تو حرام ہے جب نیت تین طلاق کی ہو تو یہ بمنزلہ تین طلاق ہے۔

۲۵۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کوئی اپنی بیوی سے کہے،

الخلية والبرية و التبة والبائن والحرام ثلاثا لاتحل لهوحتى تنكح زوجا۔ (دارقطنی ص۴۳۲)

جگہ خالی کر۔ دُور ہو۔ الگ ہو۔ تو علیحدہ ہے۔ تو حرام ہے۔ تین طلاق واقع ہوگئیں اور عورت حلال نہ ہوگی جبتک کسی اور خاوند سے نکاح نہ کرے۔

۲۶۔ حضرت سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

فى الخلية والبرية والبتة انه كان يجعلها ثلاثا ثلاثا۔ (عبدالرزاق)

ان الفاظ میں۔ جگہ خالی کر۔ دُور ہو۔ الگ ہو بلاشبہ تین تین طلاق واقع ہوجائیں گی۔

۲۷۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے،

فى الخلية والبرية انها ثلاث تطليقات كل واحد منها۔

(مؤطا امام مالک ص۱/۲)

جگہ خالی کر۔ دُور ہو بلاشبہ ان الفاظ کے کہنے میں تین طلاق ہوجائیں گی۔

سیّدنا امام محمد شاگرد رشید امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما اسی حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں: اذا نوى الرجل بالخلية والبرية ثلاث تطليقات فهى ثلاث..وهو قول ابى حنيفة والعامه من فقهائنا (مؤطا امام محمد) خلیہ اور بریہ میں جب کسی نے تین طلاق کا ارادہ و نیّت کی تو یہ تین ہی طلاق ہوں گی۔ یہی قول ہے امام ابوحنیفہ اور عامہ فقہا حنفیہ کا۔

۲۸۔ ایک شخص نے عراق سے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں نے اپنی عورت سے یہ کہا ہے حبلك على غاربك کہ تیری رسی تیری گردن پر ہے۔ آپ نے گورنر عراق کو لکھا کہ اس شخص کو حکم دو کہ وہ حج کے موقعہ پر مکہ میں مجھ سے ملے۔ چنانچہ حضرت عمر

بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو وہی عراقی آدمی آپ سے ملا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے پوچھا، تو کون ہے؟ اس نے کہا مَیں وہی عراقی ہوں جس کو آپ نے حکم دیا کہ میں آپ سے ملوں۔ آپ نے اس سے فرمایا:

اسألك برب هذه البنية ما اردت بقولك حبلك على غاربك؟ فقال له الرجل لو استحلفتني في غير هذا المكان ما صدقتك اردت بذلك الفراق فقال عمر بن الخطاب هو ما اردت - (مؤطا امام مالک صـ۱۶۱)

مَیں تجھ سے اس خانہ کعبہ کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے اپنی بیوی سے کس نیت اور ارادے سے کہا تھا تیری رسی تیری گردن پر ہے۔ اس آدمی نے کہا۔ بیت اللہ شریف کے علاوہ کسی اور جگہ آپ اگر مجھ سے حلف لیتے تو مَیں آپ سے سچ نہ کہتا، مَیں نے بیوی کو جُدا کرنے کے ارادے سے کہا تھا تو حضرت عمر نے فرمایا وہی ہوگیا جو تو نے ارادہ کیا تھا یعنی طلاق ہو گئی اور وہ تجھ سے جُدا ہو گئی

شیخ الاسلام علامہ امام بدرالدین عینی شارح صحیح بخاری شریف فرماتے ہیں:

و مذهب جماهير العلماء من التابعين و من بعدهم منهم الاوزاعي والنخعي والثوري و ابوحنيفة و اصحابه و مالك و اصحابه والشافعي و اصحابه واحمد واصحابه واسحق و ابوثور وابوعبيد وآخرون كثيرون على ان من طلق امرأته ثلاثا وقعن ولكنه يأثم وقالوا من خالف فيه فهو شاذ مخالف

اور جمہور علماء تابعین اور ان کے بعد جو ہوئے ان میں امام اوزاعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، امام مالک اور ان کے اصحاب، امام شافعی اور ان کے اصحاب، امام احمد اور ان کے اصحاب، امام اسحٰق و ابوثور و ابوعبید اور دوسرے کثیر علماء کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاق دے دے تینوں ہی واقع ہوتی ہیں لیکن وہ گنہگار ہو گا اور جو اسکی مخالفت کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے لوگ اور اہلِ سنّت

لاهل السنة ۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج۲ ص۲۳۳) کے مخالف ہیں۔

شیخ الاسلام امام نووی شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں:

وقد اختلف العلماء فی من قال لامرتہ انت طالق ثلاثا فقال الشافعی ومالك وابوحنیفه واحمد وجماهیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلث وقال طاؤس وبعض اهل الظاهر لا یقع بذالك الا واحدہ. (نووی شرح مسلم شریف ج۱ ص۴۷۸)	اور بیشک اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاق ہیں تو امام شافعی و امام مالک و امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور جمہور علماء سلف وخلف فرماتے ہیں کہ تین ہی واقع ہوں گی اور طاؤس اور بعض اہلِ ظاہر نے کہا ہے کہ ایک ہی واقع ہو گی۔

علامہ سندی حاشیہ نسائی شریف میں فرماتے ہیں: والجمهور علی انه اذا جمع بین الثلاث یقع الثلاث (حاشیہ نسائی شریف مصری ج۶ ص۱۴۳) اور جمہور علماء اسی پر متفق ہیں کہ جب اکٹھی تین طلاق دی جائیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔

بیہقیٔ وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وعلی کلا التأویلین یظهران جمع الطلقتین او ثلاث تطلیقات بلفظ واحد او بالفاظ مختلفة فی طهر واحدة حرام بدعة مؤثم خلافا للشافعی فانہ یقول لاباس بہ ۔ لکنهم اجمعوا علی انہ من قال لامرتہ انت طالق ثلاثا یقع ثلاثا بالاجماع. (مظہری ج۱ ص۳۰۰)	ان دونوں تاویلوں کی رو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بلاشبہ دو طلاقیں یا تین طلاقیں ایک لفظ سے ہوں یا مختلف الفاظ سے ایک ہی طہر میں اکٹھی دینی حرام بدعت، باعثِ گناہ ہیں۔ امام شافعی اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں اس میں کچھ حرج نہیں لیکن اس پر سب کا اجماع و اتفاق ہے کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے تین طلاقیں تو بالاجماع تین ہی واقع ہوں گی۔

امام ربانی سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ مسئلہ طلاق میں بحث فرماتے ہوئے آخر میں نتیجہ ارشاد فرماتے ہیں:

وھذا کله یدل علی اجماعهم علی صحة وقوع الثلاث بالکلمة الواحدة۔ (کشف الغمہ ص۱۲۸/۲)

اور یہ ساری بحث دلالت کرتی ہے اس پر کہ ایک ہی کلمہ سے تین طلاق کے وقوع کی صحت پر علماء (صحابۂ کرام) کا اجماع ہے۔

علامہ احمد بن محمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر صاوی شریف زیر آیت فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ الآیۃ فرماتے ہیں:

و المعنی فان ثبت طلاقها ثلاثا فی مرة او مرات فلا تحل له الخ کما اذا قال لها انت طالق ثلاثا او البتة وھذا ھو المجمع علیه و اما القول بأن الطلاق الثلاث فی مرة واحدة لا یقع الا طلقة فلم یعرف الا لابن تیمیة من الحنابلة وقد رد علیه ائمة مذھبه حتی قال العلماء انه الضال المضل ونسبتها للامام اشھب من ائمة المالکیة باطلة۔ (صاوی علی الجلالین ص۱/۱)

اور معنی آیت کا یہ ہے کہ اگر تین طلاقیں ثابت ہو جائیں خواہ ایکدم ہوں یا الگ الگ تو عورت حلال نہ رہے گی جیسا کہ جب کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو تین ہی واقع ہونگی یہ وہ مسئلہ ہے جس پر سب کا اجماع ہے اور یہ قول کہ ایک دم دی ہوئی تین طلاق سے ایک ہی واقع ہوتی ہے یہ سوائے ابن تیمیہ حنبلی کے اور کسی سے معروف نہیں ہے اور بے شک ابن تیمیہ کی اس بات کا خود اس کے مذہب کے اماموں نے رد کیا ہے۔ یہاں تک کہ علمائے کرام نے فرمایا کہ ابن تیمیہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنیوالا ہے اور اس مسئلہ کی نسبت امام اشھب مالکی کی طرف کرنا باطل ہے۔

استفتاء: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہم سب جماعت مسلمین سکنہ معسکر بنگلور بخدمت،

عالیجناب خیر و برکت مآب جامع الکمالات واقف الاحادیث والآیات علامۂ نبیل محدث جلیل امام المسلمین مقدام المؤمنین صاحب الدلیل القوی سالک الطریق المستوی قامع الاعتساف محب الانصاف مولانا و مولوی الاحناف حضرت ابوالحسنات الحاج المولوی الحافظ المفتی الواعظ الشیخ محمد عبدالحی اللکھنوی دام بالفیض الصوری والمعنوی کے بصد عجز و نیاز عرض پرداز ہیں کہ اس مسئلہ میں سبھوں کا جناب عالی کے فتوٰی پر فیصلہ ٹھہرا ہے اور یہاں کے علماء نے حضور کی تحریر پر اتفاق کیا ہے وہ یہ ہے کہ زید نے بیوی کو ایک مجلس میں تین دفعہ کہہ دیا کہ تجھ پر طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ لیکن اس نے غصّے میں بلانیت ایقاع طلاق ثلاثہ اور بدوں سمجھے معنے اور حکم اس الفاظ کے کہا ہے پس اس صورت میں طلاقِ ثلاثہ واقع ہوگی یا نہیں؟ یہاں دو جماعتیں ہوگئی ہیں، ایک جماعت کہتی ہے کہ مطابق حکم ظاہر احادیث کے واقع نہ ہوں گی اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ موافق تحقیق فقہائے محدثین کے واقع ہونگی۔ پس آپ فرماویں کہ اس بارے میں چاروں مذاہب کا کیا اختلاف ہے یا اس کے واقع ہونے پر مجتہدین اربعہ کا اتفاق ہے اور اسمیں حدیث سے کیا سند ہے اور نہ واقع ہونے پر کونسی حدیث دلالت کرتی ہے اور پھر اس حدیث میں کیا علّت تھی اور کونسی حدیث اسکی معارض ہوئی جو اہل مذہب نے چھوڑ دیا فقہ اور حدیث سے سب کے دلائل مع جرح و تعدیل رواۃ حدیث طرفین کے تحریر کیجیے اور جو امر مفتی بہ ہے لکھ دیجیے کہ بجنسہٖ چھپ کر شائع ہوگا اور آپ کو اسمیں اجر ملے گا۔ (جواب ملاحظہ ہو)

ھو المصوب، جو شخص تین طلاق دیدے اور مقصود اس کو دونوں مرتبۂ اخیر سے تاکید نہو پس اس صورت میں مذہب جمہور صحابہ و تابعین و ائمۂ اربعہ و اکثر مجتہدین و بخاری و جمہور محدثین تین طلاق واقع ہو جاویں گی البتہ بوجۂ ارتکاب خلاف طریقۂ شرعیہ کے گناہ لازم ہوگا۔ مؤطا امام مالک میں مروی ہے: ان رجلا قال لابن عباس انی طلقت امرأتی مائۃ تطلیقۃ فماذا تری علی فقال لہ ابن عباس طلقت منک

بثلاث وسبع وتسعون اتخذ بها ايات الله هزوا ۔ اور بھی مؤطا میں ان
رجلاجاء الی ابن مسعود فقال انی طلقت امرأتی ثمانی تطلیقات فقال
ابن مسعود فماذا قیل لك قال قیل لی انها قد بانت منی فقال ابن مسعود
صدقوا آه اور سنن ابوداؤد میں مروی ہے ، طلق رجل امراته ثلاثا قبل ان
یدخل بها ثم بدأله ان ینكحها فجاء یستفتی عبد الله بن عباس و ابا هریرة
فی ذالك فقالا لا نری ان تنكحها الا ان تنكح زوجا غیرك قال فانما
طلاقی ایاها واحدة فقال ابن عباس انك ارسلت ما كان لك من فضل
اور مصنف عبدالرزاق میں عبادۃ بن الصامت سے مروی ہے ان اباه طلق امرأة
الف تطلیقة فانطلق عبادة قال عنه فقال رسول الله بانت بثلاث فی
معصیة الله وبقی تسع مائة وسبعة وتسعون عدوان اظلم ان شاء عذبه
وان شاء غفرله اور ایسا ہی حکم حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہما سے وکیع نے روایت
کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسی پر اہتمام کرنا اور تینوں طلاق کے وقوع کا حکم دینا
اگرچہ ایک جلسہ میں ہوں صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے اور یہی قول موافق ظاہر قرآن کے
ہے باقی وہ حدیث جو صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے ۔ کان الطلاق علی عهد رسول الله
و ابی بكر و سنتین من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر ان
الناس قد استعجلوا فی امر كان لهم فیه اناة فلو امضیناه علیهم فامضی
علیهم ۔ پس اس کی تاویل جمہور محدثین وفقہا کے نزدیک یہ ہے کہ اوائل میں تین مرتبہ
طلاق کا لفظ اگر کہتے تھے تو اُس سے تاکید منظور ہوتی تھی اس وجہ سے وہ ایک ہی طلاق
ہوتا تھا نہ یہ کہ تین لفظ سے تین طلاق بھی مقصود ہوں اور پھر وہ ایک ہی ہووے كذا
ذكره النووی و ابن الهمام و غیرهما والله اعلم حرره الراجی عفو ربه
القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی (مجموعہ فتاوی ص ۲۸۶ ج ۲)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا فتویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو ایک جلسہ میں تین طلاق دیدے اور رکھ لے تو کیا رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور اکثر فقہا کس طرف گئے ہیں آپ اس کا جواب قرآن واحادیث وفقہ سے دیویں اور خدائے بزرگ سے نعمتِ دارین حاصل کریں۔

الجواب: فی التفسیر المظهری تحت قوله الطلاق مرتان لکنهم اجمعوا علی انه من قال لامرأته انت طالق ثلٰثا یقع ثلثا بالاجماع و قالت الامامیه ان طلق ثلاثة دفعة واحدة لایقع اصلا و قال بعض الحنابلة یقع طلقة واحدة ومن الناس من قال ان فی قوله انت طالق ثلٰثا یقع فی المدخول بها ثلٰثا و فی غیر المدخول بها واحدة والحجة لنا السنة و الاجماع اما السنة فحدیث الخ تفسیر مظہری میں اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ کے تحت ہے لیکن اس پر سب کا اجماع واتفاق ہے کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو بالاجماع تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی امامیہ (شیعہ) کہتے ہیں کہ اگر کسی نے ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دے دیں تو اصلاً ایک بھی واقع نہ ہوگی اور بعض حنبلیوں (یعنی ابن تیمیہ) کا قول ہے کہ ایک ہی واقع ہوگی اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ تین دفعہ تجھے طلاق ہے کہنے سے مدخولہ عورت پر تین طلاقیں واقع ہوں گی اور غیر مدخولہ عورت پر ایک واقع ہوگی اور ہمارے لیے دلیل وحجت سنّت اور اجماع ہے اور سنّت تو حدیث الخ (آگے وہ دو تین احادیث نقل کرکے جو اس رسالہ میں بیان ہو چکی ہیں، فرماتے ہیں) ان احادیث سے اور نیز نقل مذاہب سے معلوم ہو گیا کہ جمہور فقہا کا مذہب وقوع ثلٰث بدلیل ان حدیثوں کے ہے واللہ اعلم۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۹/۲)

تھانوی صاحب کا دوسرا فتویٰ

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بی بی ہندہ کو غصہ کی حالت میں تین طلاق لکھوا کر بھیجا۔ اس کی بی بی یعنی ہندہ دو چار روز سے اپنے باپ کے گھر بفاصلہ چھ کوس کے رہتی تھی۔ لیکن جس روز آدمی خط لے کر ہندہ کے پاس گیا اس روز اپنے شوہر یعنی زید کے مکان میں چلی آئی خط اس کو نہیں ملا اور نہ شوہر نے ہندہ سے کچھ خط وکتابت یا طلاق کا ذکر کیا۔ بعد آٹھ روز کے ہندہ کی بہن مسماۃ مریم خط لے کر آئی اور زید سے دریافت کیا کہ تم نے کوئی خط بھیجا ہے۔ زید نے کہا کہ خط تو ضرور بھیجا تھا مگر ارادہ طلاق کا نہیں تھا۔ وہ خط مجھ کو واپس کردے میں چاک کر ڈالوں، وہ خط واہیات تھا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ ہندہ جھگڑا فساد نہ کرے۔ خوشی سے گھر میں رہے۔ مریم نے زید کا کہنا نہ مانا اور چند آدمیوں کو بلوا کر اور وہ خط پڑھوا کر ہندہ کو سنوایا۔ ہندہ بولی کہ میں خط وکتابت کو نہیں جانتی۔ زید موجود ہے وہ میرے روبرو نہ طلاق دیتا ہے اور نہ خط کا حال مجھ سے بیان کیا میں حسبِ دستور سابق اپنے شوہر کے گھر میں رہتی ہوں خلاصہ یہ کہ زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاق لکھوا کر بھیجا مگر طلاق کا ارادہ نہیں تھا یا ارادہ طلاق کا تھا مگر قبل اطلاع پانے زوجہ کے ارادہ کو بدل ڈالا تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو کون طلاق واقع ہوئی رجعی یا بائن یا مغلظہ۔ بینوا توجروا

الجواب : خط میں طلاق لکھنے یا لکھوانے سے واقع ہو جاتی ہے خواہ نیت کرے یا نکرے یا نیت کر کے نیت سے رجوع کرے اور خواہ وہ خط بی بی کے پاس پہنچے یا نہ پہنچے فی الشامیۃ الجلد الثانی ص۷۰۲ وان کانت مرسومۃ یقع الطلاق نوی اولم ینو وفیھا لو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرار بالطلاق وان لم یکتب الخ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ خط کا یہ مضمون ہو کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں یا دیدی اور اگر خط کا کچھ اور مضمون تھا تو سائل ظاہر کرے تاکہ جواب دیا جائے، اور

چونکہ تین طلاق دی ہیں اس لیے مغلظہ ہو گی۔ واللہ اعلم۔ (امداد الفتاوٰی ج ۲ ص ۶)

تھانوی صاحب کا تیسرا فتوٰی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں۔ مَیں نے حالت غصّہ میں یہ کلمے کہے ہیں طلاق دیتا ہوں۔ طلاق۔ طلاق۔ اور مَیں نے کوئی کلمہ فقرہ بالا سے زیادہ نہیں کہا اور نہ میں نے اپنی منکوحہ کا نام لیا اور نہ اس کی طرف اشارہ کیا اور نہ وہ اس جگہ موجود تھی اور نہ اسکی کوئی خطا ہے یہ کلمہ صرف بوجہ تکرار و نزاع میری منکوحہ کی تائی کے نکلے جس وقت میرا غصّہ فرو ہوا فوراً اپنی زوجہ کو لے آیا۔ ان دو اشخاص میں ایک میرے ماموں اور ایک غیر شخص ہے اور مستور آتیں ہیں۔

الجواب: چونکہ دل میں اپنی ہی منکوحہ کو طلاق دینے کا قصد تھا لہٰذا تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں۔ کذا فی رد المحتار ج ۲ ص ۷۰۵ (امداد الفتاوٰی ج ۲ ص ۷۳)

گنگوہی صاحب کا فتوٰی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین، اِس مسئلہ میں کہ طلاقِ ثلاثہ جلسہ واحدہ میں دفعۃً واحدۃً واقع ہو گی یا نہیں؟

الجواب: تین طلاقیں اس صورت میں واقع ہو گئیں سوائے حلالہ کے کوئی تدبیر اسکی نہیں فقط واللہ اعلم۔ بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی۔ (فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۷۵)

جو لوگ ایکدم دی ہوئی تین طلاق کو ایک ہی طلاق قرار دیکر رجوع کروا دیتے ہیں
ان کے دلائل اور جوابات

دلیل نمبر ۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبد یزید ابو رکانہ نے اپنی بیوی ام رکانہ کو طلاق دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجوع کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا انی طلقتها ثلاثا یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ مَیں نے اس کو تین طلاق دی ہیں؟ قال

قد علمت راجعها و تلا (یا یہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن)
فرمایا بیشک میں جانتا ہوں تم اس سے رجوع کرو اور آپ نے یہ آیت پڑھی یا یہا النبی
اذا طلقتم النساء الآیۃ (ابوداؤد ۔ بیہقی) اگر ایک دم دی ہوئیں تین طلاق سے تین ہی
پڑتیں تو تین کے بعد رجوع تو ہو نہیں سکتا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کیوں کروایا؟ لہٰذا
ثابت ہوا کہ ایکدم تین طلاق سے ایک ہی پڑتی ہے۔

جواب : افسوس کہ اس ضعیف دلیل کو پیش کرتے ہوئے بھی خیانت سے کام لیا گیا ہے
دیانت یہ تھی کہ اس کے ساتھ آگے کی روایت بھی پیش کی جاتی جو خود طلاق دینے والے کے
بیٹے اور پوتے کی روایت ہے جس سے مسئلہ واضح ہو جاتا۔ لیجیے وہ ہم پیش کر دیتے ہیں۔
ملاحظہ ہو۔

قال ابو داؤد وحدیث نافع ابن عجیر وعبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانہ عن ابیہ عن جدہ ان رکانۃ طلق امرأتہ فردھا الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصح لان ولد الرجل واھلہ اعلم بہ ان رکانۃ انما طلق امرأتہ البتۃ فجعلھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واحدۃ۔ (ابوداؤد شریف ص ۳۴۳)

امام ابوداؤد اوپر والی حدیث روایت فرما کر فرماتے ہیں اور حدیث نافع بن عجیر اور عبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانہ جو انہوں نے اپنے باپ اور اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی بیوی کو انکی طرف لوٹا دیا سب سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ طلاق دینے والے شخص کا بیٹا اور اس کے گھر والے اسکو سب سے زیادہ جاننے والے تھے (تو انکی یہ روایت ہے کہ) سوائے اس کے اور کوئی بات نہیں کہ بلاشبہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ایک طلاق قرار دیا (اور واپس لوٹا دیا)

اس کی تائید میں صحیح روایات ملاحظہ ہوں۔

ترمذی شریف ، باب ماجاء فی الرجل طلقہ امرأتہ البتۃ۔ باب اس شخص
کے بارے میں جو اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے۔ اس باب میں یہی حدیث روایت فرمائی۔ ملاحظہ ہو

عن عبداللہ بن یزید بن رکانۃ عن ابیہ عن جدہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ انی طلقت امرأتی البتۃ فقال ما اردت بھا قلت واحدۃ قال واللہ قلت واللہ قال فھو ما اردت ھذا حدیث لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ و قد اختلف اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرھم فی طلاق البتۃ فروی عن عمر بن الخطاب انہ جعل البتۃ واحدۃ و روی عن علی انہ جعلھا ثلاثا و قال بعض اھل العلم فیہ نیۃ الرجل ان نوی واحدۃ فواحدہ و ان نوی ثلاثا فثلاث۔ (ترمذی شریف)

عبداللہ بن یزید بن رکانہ اپنے باپ، اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی ہے۔ آپ نے فرمایا، تُو نے اس سے کیا ارادہ کیا تھا؟ مَیں نے عرض کی ایک طلاق! فرمایا خدا کی قسم؟ مَیں نے عرض کی خدا کی قسم! آپ نے فرمایا پس وہی ہے جو تُو نے ارادہ کیا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کو اسی وجہ سے ہم پہچانتے ہیں اور تحقیق اختلاف کیا ہے اہل علم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے علاوہ علماء نے طلاق بتہ میں تو حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ آپ نے طلاق بتہ کو ایک طلاق قرار دیا ہے اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ آپ نے تین طلاق قرار دیا ہے اور بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ اس کا مدار آدمی کی نیت پر ہے اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق پڑے گی اور اگر تین کی نیت کی تو تین پڑیں گی۔

اسی طرح ابن ماجہ شریف میں ہے باب طلاق البتۃ اور اس باب کے تحت یہی حدیث مروی ہے اور دارمی شریف میں بھی باب فی الطلاق البتۃ کے تحت یہی حدیث مروی ہے اور طلاق بتہ میں شیخ الاسلام امام نووی شارح مسلم شریف کا فیصلہ کن ارشاد سنیئے، فرماتے ہیں:

فھذا دلیل علی انہ لو اراد

پس یہ دلیل ہے اس پر کہ اگر رکانہ نے تین طلاق کا

الثلاث لوقعن و الا فلم یکن	ارادہ و نیت کی ہوتی تو تین ہی واقع ہوتیں اور
لتحلیفہ معنی و اما الروایة التی	اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ اس سے اس کی مراد
رواھا المخالفون ان رکانة طلق	کا حلف نہ لیتے اور وہ روایت جسکو مخالفین نے
ثلاثا فجعلھا واحدة فروایة	روایت کیا ہے کہ رکانہ نے تین طلاق دی تھیں
ضعیفة عن قوم مجھولین و انما	جسکو حضور نے ایک ٹھہرایا تو وہ روایت ضعیف ہے
الصحیح منھا ما قدمناہ انہ طلقھا	اور مجہول لوگوں سے مروی ہے اور سوائے اس کے
البتة و لفظ البتة محتمل للواحدة	نہیں کہ بالکل صحیح وہ روایت ہے جسکو ہم نے پہلے بیان
و للثلاث و لعل صاحب ھذہ	کیا ہے کہ رکانہ نے طلاق بتہ دی تھی اور لفظ بتہ
الروایة الضعیفة اعتقد ان	محتمل ہے ایک کے لیے بھی اور تین کے لیے بھی اور
لفظ البتة یقتضی الثلاث فرواہ	ہو سکتا ہے کہ اس روایتِ ضعیف کے راوی کا اعتقاد
بالمعنی الذی فھمہ و غلط فی	یہی ہو کہ لفظ بتہ تین طلاق ہی کو مقتضی ہے پس وہ روایت
ذالك - (نووی علی مسلم شریف ص۴۷۸)	بالمعنی کر گیا جس کو اس نے غلط سمجھا۔

الحمد للہ خوب واضح ہو گیا کہ مخالفین کی پیش کردہ روایت ضعیف اور غلط ہے اور مجہول لوگوں سے مروی ہے۔ صحیح وہ روایات ہیں جو ہم نے پیش کی ہیں کہ رکانہ نے طلاق بتہ دی تھی اور طلاق بتہ میں ایک کا بھی احتمال ہے اور تین کا بھی۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی قسم دے کر اس کی تصدیق کروالی کہ انکی نیت ایک کی تھی۔ اگر تین کی نیت ہوتی تو تین ہی واقع ہوتیں۔ "بت" کے معنی قطع کرنے کے ہیں یعنی یہ طلاق نکاح کو قطع کر دیتی ہے۔ اگر طلاق دینے والا ایک یا دو کی نیت کرے یا کوئی نیت نہ کرے تو حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور اس میں نکاحِ جدید کی ضرورت ہوتی ہے اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور اس میں نکاحِ جدید کی ضرورت نہیں ہوتی اور اگر طلاق دینے والا تین کی نیت کرے تو دونوں اماموں کے نزدیک

تین واقع ہو جائیں گی اور پھر عورت حلال نہ رہے گی۔

دلیل ۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابى بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحده

کہ زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور دو سال زمانۂ خلافتِ عمر تک تین طلاق، ایک طلاق تھی۔

(صحیح مسلم شریف کتاب الطلاق ص ۴۷۷ ج ۱)

صحیح مسلم شریف میں اس حدیث کے آگے ایک اور حدیث ہے کہ

ان ابا الصهباء قال لابن عباس اتعلم انما كانت الثلاث تجعل واحدة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم و ابى بكر و ثلاثا من امارة عمر فقال ابن عباس نعم۔ (مسلم شریف ص ۴۷۸ ج ۱)

بیشک ابوالصہبا نے حضرت ابن عباس سے کہا، کیا آپ جانتے ہیں کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہدِ ابوبکر صدیق اور تین سال زمانۂ عمرِ فاروق تک تین طلاق ایک طلاق قرار دی جاتی تھی؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا، ہاں!۔

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں کہ اگر ایکدم تین طلاق دیدو تو ان کو ایک ہی سمجھو بلکہ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ اور ہم نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ارشادات پیش کیے ہیں جیسا کہ آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ نیز ہم نے خود حضرت ابن عباس کی صحیح روایتیں بھی پیش کی ہیں کہ آپ نے ایکدم دی ہوئی تین طلاق کو تین ہی قرار دیا۔ اور جب راویٔ حدیث کا عمل خود اپنی ہی روایت کے خلاف ہو تو قطعاً یہی ثابت ہوگا کہ اس راوی کے علم میں وہ حدیث منسوخ ہے ورنہ وہ اس کے خلاف کیسے عمل کرتا۔ چنانچہ شیخ الاسلام علامہ امام بدرالدین عینی شارح صحیح بخاری شریف فرماتے ہیں قد روى احاديث عن ابن عباس تشهد بالانتساخ۔ تحقیق حضرت ابن عباس سے جو احادیث مروی ہیں وہ اس

حدیث کے منسوخ ہونے کی شہادت دیتی ہیں ۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ص۲۳۳/۲۰)

اور یہی امام فرماتے ہیں : و اجاب الطحاوی عن حدیث ابن عباس بما ملخصہ انہ منسوخ ۔ اور امام طحاوی نے بھی حدیث ابن عباس کا جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں باقاعدہ یہ قانون بنا دیا کہ ایکدم دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی ہوں گی اور کسی ایک صحابی کا بھی اس کے خلاف آواز بلند نہ کرنا اور سب کا اس پر عمل کرنا یہ سب سے بڑی دلیلِ نسخ ہے چنانچہ علامہ عینی فرماتے ہیں :

وخاطب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذلك الناس الذین قد علموا ما تقدم من ذلك فی زمن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم ینکر علیہ منہم منکر ولم یدفعہ دافع فکان ذلك اکبر الحجج فی نسخ ما تقدم من ذلك۔

(عمدۃ القاری ص۲۳۳/۲۰)

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس مسئلہ کے وقت وہ لوگ تھے جو بلاشبہ خوب جانتے تھے جو اس مسئلہ میں پہلے گزر چکا تھا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں۔ تو ان میں سے کسی انکار کرنے والے نے اس پر انکار نہ کیا اور نہ ہی کسی نے اسکو کسی دلیل سے باطل کیا (حالانکہ وہ صحابہ شرعی مسئلہ میں خاموش رہنے والے نہ تھے) تو یہ سب بڑی دلیل وحجت ہوگئی اس کے منسوخ ہونے میں۔

اور یہی امام آگے فرماتے ہیں :

فان قلت ما وجہ ہذا النسخ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا ینسخ وکیف یکون النسخ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ؛ قلت لما خاطب عمر الصحابۃ بذلك فلم یقع انکار صار اجماعا۔

(عمدۃ القاری ص۲۳۳/۲۰)

اگر تم کہو کہ اس حدیث کے منسوخ ہونے کی کیا وجہ ہے، حالانکہ حضرت عمر منسوخ نہیں کرسکتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی چیز کیسے منسوخ ہو سکتی ہے ؟ تو میں کہتا ہوں کہ جب حضرت عمر نے صحابہ کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا تو کسی صحابی سے انکار واقع نہ ہونے سے یہ مسئلہ صحابہ کا اجماعی مسئلہ ہوگیا۔

شیخ الاسلام امام نووی شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں:

(فان قیل) فقد یجمع الصحابة علی النسخ فیقبل ذلك منهم (قلنا) انما یقبل ذلك لانه یستدل باجماعهم علی ناسخ واما انهم ینسخون من تلقاء انفسهم فمعاذ الله لانه اجماع علی الخطاء وهم معصومون من ذلك.
(نووی علی مسلم ص۴۷۸ ج۱)

پس اگر یہ کہا جائے کہ بیشک صحابہ جس حدیث کے منسوخ ہونے پر جمع ہو جائیں تو ان سے وہ قبول کر لیا جائے گا ہم کہتے ہیں وہی قبول کیا جائے گا اس لیے کہ ان کا اجماع ہی حدیث کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے اور یہ (خیال) کہ وہ صحابہ کرام اپنی طرف سے ہی بغیر کسی قوی دلیل کے حدیث کو منسوخ کرتے تھے تو معاذ اللہ کیونکہ وہ اس سے معصوم ہیں، کہ ان کا اجماع خطاء پر ہو۔

شیخ الاسلام امام نووی شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں کہ علامہ المازری نے فرمایا کہ بیشک جس نادان اور حقیقتِ حال سے بے خبر شخص نے اس مسئلہ میں یہ گمان کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد میں (اپنی رائے سے) یہ منسوخ کیا ہے تو

هذا غلط فاحش لان عمر رضی الله عنه لا ینسخ ولو نسخ وحاشاه لبادرت الصحابة الی انکاره وان اراد هذا القائل انه نسخ فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم فذلك غیر ممتنع ـ (نووی ص۴۷۸ ج۱)

یہ نہایت غلط اور قبیح گمان ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (اپنی رائے سے کبھی) منسوخ نہیں کر سکتے تھے اور اگر وہ (اسطرح) منسوخ کرتے، حالانکہ انکی ذات اس تہمت سے پاک اور بری ہے تو صحابہ کرام بھی اسکے انکار کی طرف سبقت کرتے اور اگر اس حدیث کو منسوخ کہنے والے کی یہ مراد ہو کہ یہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں منسوخ ہو گئی تھی تو یہ ممکن ہے۔

بیہقی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وما ذکر من حدیث ابن عباس فیه دلالة علی ان الحدیث منسوخ

اور جو ابن عباس کی حدیث ذکر کی جاتی ہے اسمیں اس امر کی دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ حضرت

فان امضاء عمر الثلاث بمحضر من الصحابة وتقرر الامر علی ذلك یدل علی ثبوت الناسخ عندهم وان كان قدخفی ذلك قبله فی خلافة ابی بكر و قدصح فتوی ابن عباس علی خلاف ماروٰہ۔

(تفسیر مظہری ص۳۰۲/۱)

عمر کا بہت سے صحابہ کے سامنے تین طلاقوں کا جاری و مقرر فرمانا اور اسی پر عمل درآمد ہونا ان کے نزدیک ثبوت ناسخ پر دلالت کرتا ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ حضرت عمر سے پہلے حضرت ابوبکر کی خلافت میں پوشیدہ رہا اور ابن عباس نے جو یہ روایت کی ہے خود اس کے خلاف ان کا فتوی صحیح طور پر ثابت ہے۔

جواب ۲ اگر بالفرض اس حدیث کو منسوخ نہ مانا جائے تو یہ حدیث غیر مدخولہ یعنی اس کے بارے میں ہے جس کو خلوت سے پہلے طلاق دے دی جائے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

حضرت ابوالصہبا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اس کے پاس جانے سے پہلے تین طلاق دیتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت کے شروع زمانہ میں ان تین طلاق کو ایک ہی طلاق قرار دیتے تھے؟

قال ابن عباس بلی كان الرجل اذا طلق امرأته ثلاثا قبل ان یدخل بها جعلوها واحدة علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم و ابی بكر وصدرا من امارة عمر۔

(ابوداؤد شریف ص۳۴۴/۱)

حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں! جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اس کے پاس جانے سے پہلے تین طلاق دے دیتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی خلافت کے شروع زمانہ میں ان تین طلاق کو ایک ہی طلاق قرار دیتے تھے۔

اس حدیث نے مسلم شریف کی حدیث کی وضاحت اور شرح کر دی کہ جب غیر مدخولہ عورت کو اس طرح تین طلاق دی جاتی تھیں کہ تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے تو

اس صُورت میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اس لیے کہ پہلی طلاق بولتے ہی وہ عورت نکاح سے باہر ہو جاتی تھی۔ جب وہ بیوی ہی نہ رہتی تھی تو پھر دوسری دو طلاق کس پر پڑتیں یہی وجہ ہے کہ غیر مدخولہ پر عدت بھی واجب نہیں ہوتی اور یہ حکم اور مسئلہ آج بھی باقی ہے۔ ہاں اگر اس طرح تین طلاقیں دی جائیں کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی اسلیے کہ اس صُورت میں تینوں نکاح کی موجودگی میں دی گئیں پھر وہ عورت بغیر حلالہ کے حلال نہ ہو گی اور پہلی صورت میں بغیر حلالہ کے حلال ہو گی اس سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام علامہ امام بدر الدین عینی شارح صحیح بخاری شریف فرماتے ہیں :

فلجاب قوم عن حدیث ابن عباس المتقدم انہ فی غیر المدخول بھا۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج۲۰ ص۲۳۴)

علماء کی ایک جماعت نے حدیثِ ابن عباس جو بیان ہو چکی ہے کا یہ جواب دیا ہے کہ وہ غیر مدخولہ عورت کے بارے میں ہے۔

بیہقیٔ وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں :

و من الناس من قال ان فی قولہ انت طالق ثلاثا یقع فی المدخول بھا ثلاثا و فی غیر المدخول بھا واحدۃ۔ (تفسیر مظہری ج۱ ص۳۰۱)

اور بعض علما فرماتے ہیں کہ "تجھے طلاق ہے" تین مرتبہ کہنے سے مدخولہ عورت کو تین طلاق پڑیں گی اور غیر مدخولہ عورت کو ایک طلاق پڑے گی

جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی بانیٔ جماعت اسلامی کا فتویٰ

سوال : نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقوں کو ایک شمار کر کے طلاقِ رجعی قرار دیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں اسے تین شمار کر کے طلاقِ مغلظہ قرار دے دیا اور فقہ کی رُو سے امّت آج تک اسی پر عمل کر رہی ہے۔

ڈاکٹر عبدالودود (منکرِ حدیث)

جواب : اس معاملہ میں صحیح پوزیشن یہ ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں بھی تین طلاق تین ہی سمجھی جاتی تھیں اور متعدد مقدمات میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو تین ہی شمار کر کے فیصلہ دیا ہے لیکن جو شخص تین مرتبہ طلاق کا الگ الگ تلفظ کرتا تھا اسکی طرف سے اگر یہ عذر پیش کیا جاتا کہ اسکی نیت ایک ہی طلاق کی تھی اور باقی دو مرتبہ اس نے یہ لفظ محض تاکیداً استعمال کیا تھا اس کے عذر کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) قبول فرما لیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں جو کچھ کیا وہ صرف یہ ہے کہ جب لوگ کثرت سے تین طلاقیں دے کر ایک طلاق کی نیت کا عذر پیش کرنے لگے تو انہوں نے فرمایا کہ اب یہ طلاق کا معاملہ کھیل بنتا جا رہا ہے اس لیے ہم اس عذر کو قبول نہیں کریں گے اور تین طلاقوں کو تین ہی کی حیثیت سے نافذ کر دیں گے اس کو تمام صحابہؓ نے بالاتفاق قبول کیا اور بعد میں تابعین وائمہ مجتہدین بھی اس پر متفق رہے ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ حضرت عمرؓ نے عہد رسالت کے قانون میں یہ کوئی ترمیم کی ہے اسلیے کہ نیت کے عذر کو قبول کرنا قانون نہیں ہے بلکہ اس کا انحصار قاضی کی رائے پر ہے کہ جو شخص اپنی نیت بیان کر رہا ہے وہ صادق القول ہے۔ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس طرح کا عذر مدینہ طیبہ کے اکّا دکّا جانے پہچانے آدمیوں نے کیا تھا اس لیے حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو راست باز آدمی سمجھ کر ان کی بات قبول کر لی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایران سے مصر تک اور یمن سے شام تک پھیلی ہوئی سلطنت کے ہر شخص کا یہ عذر عدالتوں میں لازماً قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتا تھا خصوصاً جبکہ بکثرت لوگوں نے تین طلاق دے کر ایک طلاق کی نیت کا دعوای کرنا شروع کر دیا ہو۔ (منصبِ رسالت ص۱۸۳)

الحمدللہ! ان دلائلِ حقّہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ اگر ایک ہی دفعہ اور ایک ساتھ تین طلاقیں دے دی جائیں تو تین ہی واقع ہوں گی۔ یہ قرآن کریم، احادیثِ نبوی، صحابۂ کرام اہل بیت اطہار، ائمہ اربعہ، محدثین، مفسرین، مجتہدین اور اجماع علماءِ امّت سے ثابت ہے کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے قطعاً یقیناً تین ہی واقع ہوتی ہیں اس لیے

لوگوں کو چاہیے کہ طلاق کے معاملے میں احتیاط سے کام لیں، جلدی نہ کریں، ایک یا دو دیں اور اس میں بھی وقفہ کریں۔ خلافِ شریعت نہ کریں۔ اور اگر غصّہ و غضب میں آکر تین دے بیٹھیں تو پھر ان غیر مقلدین اور ماڈرن قسم کے مولویوں اور مفتیوں کے پاس نہ جائیں جو غلط فتوے دے کر تین طلاقیں دینے والے کی مطلقہ بیوی جو اس کے لیے قطعی حرام ہو جاتی ہے، کو پھر طلاق دینے والے کی طرف لوٹا کر ہمیشہ کے لیے ان کو فعلِ حرام کے مرتکب ہونے کا موقع فراہم کر کے طلاق دینے والے مردوں اور مطلقہ بیویوں پر ظلم عظیم کرتے ہیں۔ یاد رکھیے کہ اس فعلِ حرام کا وبال جس کا کہ یہ غیر مقلدین اور ماڈرن مولوی باعث بنتے ہیں۔ ان پر بھی اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کہ فاعلین پر بلکہ فاعلین کے فعل سے وجود میں آنے والی نسل حرام اور پھر نسل در نسل اس تمام سلسلے کا وبال بھی ان مفتیوں پر ہی ہوتا ہے کیوں کہ اُنہوں نے ہی منسوخ حدیث سے استدلال کر کے اور دوسری احادیث کا مفہوم غلط سمجھ کر امّت میں حرام کاری کا دروازہ کھولا اور خود اسکے تمام تر ذمہ دار ٹھہرے۔

افسوس! کہ گزشتہ حکومتوں نے عائلی قوانین میں بھی اس قسم کے ماڈرن اور سرکاری مولویوں کے کہنے پر یہی قانون بنا دیا کہ اگر ایک ساتھ تین طلاقیں دی جائیں تو ایک ہی پڑتی ہے۔ ایسے نازک شرعی بنیادی اور اہم مسئلے کا سراسر خلافِ شریعت و سنّت قانون بنا کر اور نافذ کر کے حکومت بھی برابر اس وبال کی ذمّہ دار ٹھہرتی ہے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ اس قانون کی تصحیح کی جاتی جیسا کہ بار بار اس کے متعلق حکومت کو آگاہ بھی کیا گیا، مگر افسوس کہ ابھی تک ایسا نہیں ہو سکا اور ادھر غیر مقلدین اس مسئلہ میں دھڑا دھڑ فتوے دیے چلے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے حرام کاری کا سلسلہ امّت میں پھیل رہا ہے اور بے ادبوں کی کثرت ہو رہی ہے۔ بعض لوگ اِس معاملے میں جھوٹ سے کام لیتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ تین طلاقیں دینے کے بعد سوائے حلالہ کے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی تو علماء کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں۔ علماء تو صرف پُوچھی ہوئی صُورت پر فتویٰ جاری کرتے ہیں۔ اگر انہیں اصل حقیقت نہیں بتائی جائے گی بلکہ اسکو چھپایا جائے گا تو اس کا وبال خود چھپانے والے پر ہو گا اور پھر وہی حرام کاری اور گنہگاری کے

ارتکاب کا پورا ذمّہ دار ٹھہرے گا۔ شریعت کے احکام اپنی جگہ اٹل اور قائم ہیں۔ اگر ہم ان میں مداخلت کریں گے اور ان سے انحراف کریں گے تو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو کر خود کو تباہ و برباد کر لیں گے اور دُنیا میں ہی عذابِ الٰہی کا شکار ہو جائیں گے۔

ہر وہ شخص جو سچے دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول پر ایمانِ کامل رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ وہ شریعت وسنّت کا پابند رہے اور اپنی زندگی اس کے مطابق بسر کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اعتقادی اور عملی برائیوں سے محفوظ رکھے اور شریعت وسنتِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بحرمۃ سیّد المرسلین وصلی اللہ علی حبیبہٖ سیّدنا محمّد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

بندہ! محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہٗ

کراچی